© rasailojaraid.com

JAMIA LIBRARY
Jamia Millia Islamia
DELHI

ہندوستان

عہدِ عتیق کی تاریخ میں

جناب سید محمود حسن صاحب قیصر امروہوی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۳)

ان عرب تجار کے ہندوستان آنے جانے کا کیا راستہ تھا۔ اس کے بارے میں مولانا تحریر فرماتے ہیں:-[1]

"عرب تاجر ہزاروں برس پہلے سے ہندوستان کے ساحل تک آتے تھے اور یہاں کے بیوپار اور پیداوار کو مصر اور شام تک کے ذریعہ یورپ تک پہونچاتے تھے اور وہاں کے سامان کو ہندوستان جزائر ہند، چین اور جاپان تک لے جاتے تھے۔ عربوں کا راستہ یہ تھا کہ وہ مصر و شام کے شہروں سے چل کر خشکی خشکی بحر احمر (ریڈ سی) کے کنارے کنارے حجاز کو طے کرکے یمن تک پہنچتے تھے اور وہاں سے بادبانی کشتیوں پر بیٹھ کر کچھ تو افریقہ اور حبشہ کو چلے جاتے تھے اور کچھ وہیں سے سمندر کے کنارے کنارے حضر موت عمان، بحرین اور عراق کے کناروں کو طے کرکے خلیج فارس کے ایرانی ساحلوں سے گذر کر یا تو بلوچستان کی بندرگاہ تیز میں اتر پڑتے تھے یا پھر آگے بڑھ کر سندھ کی بندرگاہ دیبل (کراچی) میں چلے آتے تھے اور پھر اور آگے بڑھ کر گجرات اور کاٹھیاواڑ کی بندرگاہ "تھانہ" (بمبئی) کھمبات چلے جاتے تھے۔ پھر آگے بڑھتے تھے اور سمندر سمندر کالی کٹ اور راس کماری پہنچتے تھے اور پھر کبھی مدراس کے کسی کنارے پر ٹھہرتے تھے اور کبھی سرندیپ، انڈمان ہوکر پھر سیدھے مدراس کی مختلف بندرگاہوں پر چکر لگاتے ہوئے خلیج بنگال میں داخل ہوجاتے تھے اور بنگال کی ایک دو بندرگاہوں کو دیکھتے ہوئے برہما

[1] عرب اور ہند کے تعلقات (ص ۶-۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور سیام ہوکر چین چلے جاتے تھے۔ اور پھر اسی راستے سے لوٹ آتے تھے۔

الغرض اس نقشے سے معلوم ہوگا کہ ان کے جہازات ہندوستان کے تمام دریائی شہروں اور جزیروں میں برابر چکر لگایا کرتے تھے اور تاریخ کی یاد سے پہلے سے ان کی مسلسل آمد و رفت جاری تھی"

دوسرے مقام پر موصوف لکھتے ہیں:-[1]

"ہم کو جب سے دنیا کے تجارتی حالات کا علم ہے، ہم عربوں کو کاروبار میں مصروف پاتے ہیں اور اسی راستے سے ان کے قافلوں اور کاروانوں کو شام اور مصر تک آتے جاتے دیکھتے ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس دنیا کی بین الاقوامی تاریخ کی سب سے پرانی کتاب "توراۃ" ہے۔ اس میں حضرت ابراہیمؑ کی دو ہی نسل بعد حضرت یوسفؑ کے زمانے میں ہم اس تجارتی قافلے کو اسی راستہ سے گذرتے ہوئے پاتے ہیں اور یہ وہی کارواں ہے جو حضرت یوسفؑ کو مصر پہونچاتا ہے (پیدائش ۳۷، ۲۵) اس راستہ کا ذکر یونانی مورخوں نے بھی کیا ہے۔ الغرض حضرت یوسفؑ کے عہد سے لے کر واسکوڈی گاما کے زمانہ تک ہندوستان کی تجارت کے مالک عرب ہی رہے"۔

اس کے بعد قدماء مورخین اسلام کے حسب ذیل بیانات ملاحظہ ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ یورپین محققین نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ حرف بحرف اسلامی تاریخوں سے مطابقت رکھتا ہے۔

۱۔ وہب بن منبہ، حارث بن الہمالؑ کے ذکر میں لکھتا ہے:-[2]

وکانت تاتی ھدایا الھند الی التبابعة من اصناف الطیب والمسك و العنبر والکافور وحب البان والیخوج و الزعفران وغیر ذلك من انواع الطیب، ومرافق ارض الھند والفلفل، والھلیلج	نیز ہندوستان کے ہدئے تبابعہ کے پاس آیا کرتے تھے جن میں بیشتر انواع و اقسام کی خوشبوئیں، مشک عنبر، کافور، لوبان، زعفران و دیگر عطریات۔ نیز سرزمین ہند کے مسالے، سیاہ مرچ اور ہلیلجات ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ موتی اور عقیق بھی آ

---

[1] عرب اور ہند کے تعلقات (ص ۵۴) بحوالہ الفنسٹن کی تاریخ ہند کا دسواں باب دتجارت [2] کتاب التیجان ص ۵۴ تبابعۂ یمن کے سلسلہ کا چوتھا بادشاہ ہے جو لقمان بن عاد کا بھتیجہ اور ہمال بن عاد کا بیٹا تھا۔ اس کا تفصیلی بیان آگے آئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وغیرہ ویاتی الجواھر والعقیق والدّان — کرتے تھے۔

۲۔ مسعودی دریاؤں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:[۱]

وکان الاکثر من ماء الفرات ینتھی إلی بلاد الحیرة ثم ینتھا وزھا ویصب فی البحر الحبشی وکان البحر یوم ذلك فی الموضع المعروف بالنجف فی ھذا الوقت وکانت مراکب الھند والصین ترد علی ملوك الحیرة فیه۔

دریائے فرات کا بیشتر پانی حیرہ کے علاقہ میں آتا تھا اور وہاں سے خلیج فارس کو چلا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں جہاز رانی اس جگہ تک ہوتی تھی جو آج کل نجف کے نام سے مشہور ہے۔ اور ہند و چین کے جہاز جو شاہان حیرہ کے پاس آتے تھے نجف میں لنگر انداز ہوتے تھے۔

آلوسی "الکلام علی نیران العرب" کے تحت لکھتا ہے:[۲]

منھا (نار القریٰ) وھی نار توقد لاستدلال الاضیاف بھا علی المنزل وتسمیٰ ایضا (نار الضیافة) وکانوا یؤقدونھا علی الاماکن المرتفعة لتکون اشھر وربما یؤقدونھا بالمندلی (وھو عطر ینسب الیٰ مندل وھو بلد من بلاد الھند ونحوھا یتجوبه) لیھتدی الیه العمیان واشعارھم ناطقة بذلك۔

نیران عرب سے ایک قسم "نار القریٰ" تھی اور یہ وہ آگ تھی جو اس لئے روشن کی جاتی تھی تاکہ مہمانوں کو وہ رہنمائی کرے اس کا دوسرا نام "نار الضیافة" (مہمانی آگ) بھی تھا۔ عرب اس آگ کو اونچی جگہوں پر روشن کرتے تھے تاکہ دور دور کے لوگ اس کو دیکھ کر آجائیں نیز اکثر وہ اس آگ کو مندلی (یہ ایک عطر ہے جو ہندوستان کے شہر "مندل" کی طرف منسوب ہے) اور اسی قسم کے کسی دوسرے عطر سے روشن کرتے تھے، تاکہ اندھوں کو اس سے رہنمائی ہو۔ عربوں کے اشعار میں اس کا جگہ جگہ ذکر آتا ہے۔

---

[۱] مروج الذہب (۱: ۸۵) [۲] بلوغ الارب فی معرفة احوال العرب (۲: ۱۹۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی مؤلف آگے چل کر "حیرہ" کے ذکر میں لکھتا ہے:[1]

وکان مکان الحیرة اطیب البلاد وارقه هواء واخفه ماء واعذبه تربة واصفاه جوا، قد تعالی عن عمق الاریاف، وارتفع عن خورنة الغائط واتصل بالمزارع والجنان والمتاجر العظام لانها کانت من ظهر البریة علی مرفأ سفن البحر من الهند والصین وغیرهما۔

"حیرہ" کا محل وقوع تمام شہروں میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہوا کے لحاظ سے نہایت لطیف، پانی کے لحاظ سے نہایت ہلکا اور مٹی کے لحاظ سے سب سے زیادہ شیریں، نیز فضا کے لحاظ سے نہایت صاف تھا۔ اس کی ترائی میں نہ گہرائیاں ہیں نہ اس کی زمین سخت ہے کھیتوں اور باغات سے اور بڑی بڑی تجارت گاہوں سے وہ قریب ہے اس لئے کہ ہند اور چین اور دوسرے ممالک سے آنے والے جہازوں کے اسٹیشنوں پر واقع ہے۔

دوسرے مقام پر ہندوستان سے یمن جانے والی اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:[2]

واما الذی کان یصل الی الیمن من البلدان البعیدة بواسطة البحر، فالدر والیاقوت واصناف من المسك والکافور والعود الرطب وانواع العطر والفلفل والحدید، هذا کله من بلاد الهند۔

لیکن جو چیزیں دور دراز ممالک سے، سمندری راستوں سے یمن میں لائی جاتی تھیں ان میں بیشتر موتی اور یاقوت انواع و اقسام کا مشک، کافور، عود تر، ہر قسم کا عطر سیاہ مرچ اور لوہا ہوتا تھا، یہ سب چیزیں ہندوستان کے شہروں سے آتی تھیں۔

اس کے بعد یمن کے مشہور شہروں کے ذکر میں یہی مؤلف لکھتا ہے:[3]

ومنها "عدن" ویقال لها ابین سمیت باسم بانیها وهی مدینة علی ساحل البحر اعنی بحر الهند جنوب باب المندب بمیلة الی الشرق، وکانت هو سرد حط و

ان شہروں میں ایک شہر "عدن" ہے جسکو ابین بھی کہتے ہیں، اس کا نام اپنے بانی کے نام پر رکھا گیا ہے اور یہ سمندر یعنی بحر ہند کے کنارے کا شہر ہے جو باب المندب کے جنوب

---

۱ بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب (۲: ۷)، ۲ ایضاً (۱: ۲۰۳) ۳ ایضاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اقلاع لمراکب الهند ومصر وغيرها۔ | میں مشرق کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہو یہ مصر اور ہندوستان سے آنے والے جہازوں کا اسٹیشن تھا۔

ابن خلدون لکھتا ہے:-[1]

واجتمع ملوك العمالقة ويقال ادوم وخرج لحربهم فهزمهم وغنم أموالهم وكان بعهده من الانبياء الياس بن شوياق واليسع بن شوكات، وقال ابن الحميد: ايليا و منحيا وملبوديا وكانت له سفن فى البحر يجلب فيها بضائع الهند.

عصر حاضر کے مشہور مورخ ڈاکٹر صالح العلی لکھتے ہیں:-[2]

فاما مع الشام فقد كانت علاقتهم وثقى حيث كانوا يصدرون لها بضائع الهند واليمن ويستوردون منها الزيت والحبوب والخمر وربما الأسلحة والجواري والمنسوجات۔ | لیکن شام کے ساتھ ان (عربوں) کا تعلق بہت گہرا تھا اس لئے کہ ان علاقوں میں وہ ہندوستان اور یمن کی پیداوار کو پہونچاتے تھے اور وہاں سے وہ زیتون، اناج اور شراب لے کر آتے تھے اور اکثر وہ ہتھیار اور بنے ہوئے کپڑے بھی لاتے تھے۔

دوسرے مقام پر سلاطین سبا کے ذکر میں لکھا ہے:-[3]

لقد كان السبائيون يعتمدون فى الملاحة فى المحيط الهندى والبحر العربي على حركة الرياح الموسمية ويسيرون سفنهم حسب اوقاتها التى تتبدل حسب | اہل سبا کو بحر ہند اور بحر عرب میں اپنی جہازرانی پر موسمی ہواؤں کے رُخ پر پُورا پُورا اعتماد تھا، وہ اپنی کشتیوں کو اُن کے اوقات کے مطابق جو موسموں کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، چلاتے تھے۔ ان ہواؤں کے اوقات

---

[1] ابن خلدون: تاریخ (۲: ۱۰۳) [2] محاضرات فی تاریخ العرب (ص ۹۵) [3] ایضاً (ص ۲۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المواسم يتبدلان تماما وقد احتفظوا لانفسهم
بمواعيد هذه الرياح واعتبروها
سرا لم يبيحوا به لغيرهم مما مكنهم من
احتكار تجارة الهند التي كانت تاتيهم
بارباح طائلة غيرانه في اواخر
القرن الثاني ق.م استطاع هبارخوس
وهو احد الملاحين الرومان
ان يتعلم مواعيد هذه الرياح
الموسمية ثم علمها بدوره الى غيره
من اليونانيين فاخذت السفن المصرية
والرومانية تبحر بنفسها في المحيط
الهندي و تجلب البضائع من جنوب
آسيا والهند من دون حاجة الى
وساطة السبائيين.

وہ اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھتے تھے اور اس
کو ایک بھید خیال کرتے تھے جس کو وہ کسی دوسرے
پر ظاہر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ یہی وہ چیز تھی
جس کے سبب ہندوستان کی تجارت پوری طرح
ان کے قبضہ میں تھی جو ان کو غیر معمولی فائدہ پہنچاتی
تھی۔ البتہ دوسری صدی قبل مسیح کے آخر
میں روما کے ایک مشہور ملاح "ہبارخوس"
نے ان موسمی ہواؤں کے اوقات کو سیکھ لیا
پھر اس نے یونان کے دوسرے لوگوں کو بھی اس سے
باخبر کر دیا۔ اس کے بعد یونانیوں نے مصری اور
رومانی کشتیاں بحر ہند میں رواں کر دیں اور
سبائیوں کی وساطت کے بغیر جنوبی ایشیا اور
ہندوستان سے مال لانا
شروع کر دیا۔

مذکورہ بالا روایات کے علاوہ سب سے بڑا ثبوت ہند اور عرب کے قدیم تجارتی تعلقات کا یہ ہے کہ ہندوستان کی جو جو اشیاء عرب ممالک کو جاتی تھیں، اُن کے نام عربی لغت میں وہی ہیں جو ہندی لغت میں، مثلاً کافور، مسک، صندل، جائفل، اطریفل، نیلوفر، ہلیلج وغیرہ ایسے تمام الفاظ کی مفصل فہرست مولانا سلیمان ندویؒ نے اپنی کتاب "عرب و ہند کے تعلقات" میں دی ہے۔

اسی کے ساتھ وہ مشہور روایت بھی قیاس میں آتی ہے کہ مہابھارت میں جب کوروؤں نے لاکھ کا گھر بنا کر پانڈوؤں کو اس کے اندر پھونک دینا چاہا تو درو جی نے یدھشٹر کو عربی زبان میں بتایا

© rasailojaraid.com

اور یہ عشتر نے اسی عربی زبان میں ان کو جواب دیا۔

سلاطین یمن کی فتوحات ہند میں

یمن کی حکومت، دنیا کی قدیم ترین اور متمدن حکومت ہے، یہاں کے آثار حضرت ہودؑ (پیغمبر) کے عہد سے ملتے ہیں، مؤرخین کا بیان ہے کہ پہلی مرتبہ یمن میں حضرت ہودؑ کے بیٹے "قحطان بن ہود" آئے ہیں۔ ان کے بعد "یعرب بن قحطان" کے زمانے سے وہاں آبادی شروع ہوگئی۔ ان ہی کے زمانہ میں کانوں سے چاندی برآمد کی گئی اور پہاڑوں کو کھود کر عقیق اور مختلف قسم کے جواہرات نکالے گئے[1]۔ یعرب بن قحطان کے بعد اس کا بیٹا یشجب اپنے باپ کا وارث ہوا، لیکن اس وقت تک حکومت کا کوئی تخیل نہ تھا۔ البتہ سبا بن یشجب (عبد شمس) کے زمانے سے یہاں حکومت کی بنیاد پڑتی ہے۔ جیسا کہ مسعودی کا بیان ہے[2]:-

اول من بعد من ملوک الیمن سبأ بن یشجب بن یعرب بن قحطان، واسمه عبد شمس۔	یمن کے بادشاہوں میں سب سے پہلا بادشاہ "سبا بن یشجب" کو کہا جاتا ہے۔ جس کا نام عبد شمس تھا۔

"عبد شمس" کے بعد اس کا بیٹا "حمیر بن سبا" تخت پر بیٹھا، یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے سر پر سونے کا تاج رکھا اور متوج کے لقب سے مشہور ہوا[3]۔

حمیر بن سبا کے بعد اس کا بیٹا وائل بن حمیر، پھر سکسک بن وائل یکے بعد دیگرے تخت پر بیٹھے۔ ان تینوں کے بارے میں "وہب بن منبہ" کا بیان ہے کہ وہ خشکی کے راستہ سے ہندوستان آئے اور یہاں فتوحات حاصل کیں، چنانچہ "حارث بن ہمال" کے ذکر میں وہ لکھتا ہے[4]:-

وکان قد غزاها قبله ثلاثة من الملوک علی البر من جبال حران (خراسان) وارض التبت حتی وصلوا الیها وهو	(حارث بن ہمال) سے قبل اسی سلسلے کے تین بادشاہ خشکی کے راستے سے جبال حران اور تبت کی طرف سے ہندوستان جاکر جنگ کر چکے تھے وہ عبد شمس بن سبا

---

[1] وہب بن منبہ: کتاب التیجان (ص ۳۳) [2] مروج الذہب (۲۰۲) [3] ایضاً
[4] کتاب التیجان (ص ۷۹)

عبد شمس بن سبا و بعده ابنه وائل بن حمیر و بعده ابنه السکسك بن وائل، فکان خراجهم الذی اجروه علی الهند جمیع هذه الطرائف یطرفونهم بها۔

اور اس کے بعد اس کا بیٹا وائل بن حمیر اور سکسک بن وائل ہیں اس کا خراج جو انھوں نے ہندوستان پر جاری کیا تھا۔ یہی عجیب عجیب چیزیں تھیں جو وہ برابر یمن بھیجتے رہتے تھے۔

حارث بن ہمال تبابعۂ یمن کے سلسلہ کا پہلا بادشاہ ہے جو "حارث الرائش" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ پہلی مرتبہ بحری راستے سے ہندوستان آیا اور یہاں کے کچھ حصّوں کو فتح کیا۔ اس کا محرک ہندوستان کے وہ تحفے اور نادر اشیاء تھیں جو ہندوستان سے یمن آتی تھیں۔ وہب بن منبہ اس کے تذکرہ میں لکھتا ہے[1]

فلما اتت الهدیة من قبل الهند الی ذی مراثد ورأی ما رأی من عجائب الهند تطلّعت نفسه الی غزوها فعبی الجنود وجمع العساکر واظهر انه یرید المغرب فی البحر واعد السفن... قال وهب... فلما امکن لذی مراثد الرائش جواز البحر راکب وقدّم بین یدیه رجلاً من حمیر یقال له یعفر بن عمرو فسار یعفر حتی دخل ارض الهند وتبعه الرائش ذو مراثد فقاتل اهل الهند یعفر حتی اتاه الرائش فغلب علیهم فقتل المقاتلة له وسبی الذریة وغنم الاموال ورجع الی الیمن من جهة مطلع الشمس وکان طریقه

جب ہندوستان سے اس کے پاس ہدیے آئے اور وہاں کی عجیب عجیب چیزوں کو اس نے دیکھا تو اس کو فتح کرنے کا خواہش مند ہوا، اس کے لئے اس نے لشکر تیار کیا اور فوجیں جمع کیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ سمندری راستے سے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کر رہا ہے اور کشتیاں تیار کرائیں... وہب کا بیان ہے حارث رائش پر جب بحری سفر کے امکان روشن ہوگئے تو فوراً سوار ہوگیا اور بنی حمیر کے ایک شخص یعفر بن عمرو کو رہنمائی کے لئے اپنے ہمراہ لیا۔ یعفر آگے آگے روانہ ہوگیا یہاں تک کہ ہندوستان کی حدود میں داخل ہوگیا رائش ذو مراثد اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ یعفر نے وہاں پہنچتے ہی جنگ شروع کردی۔ اتنے میں رائش بھی

[1] کتاب التیجان (ص ۷۹)

مدينة الصغد وهي سمرقند وخلف يعفر بن عمرو في اثني عشر الفا في مدينة بناها الرائش فلم يقدر اهل الهند يقيمون اسمها فسموها الرائد فهي مدينتهم اليوم وبها ملكهم۔

اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس جنگ میں یعفر کو فتح حاصل ہوئی۔ حارث رائش نے وہاں ایک شہر کی بنیاد ڈال اور اپنے نام (رائش) پر اس کا نام رکھا لیکن اہل ہند اس کے نام کو قائم نہ رکھ سکے اور بگاڑ کر "رائد" کردیا یعفر کثیر مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر سمرقند کے راستے سے یمن کو واپس ہوا اور اپنے بارہ ہزار آدمیوں کو اس شہر میں چھوڑا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ شہر آج بھی اہل ہند کا شہر ہے اور وہاں ان کی حکومت ہے۔

اس کے بعد مؤلف نے "نوفل بن سعد" کے حسب ذیل اشعار نقل کئے ہیں جن میں رائش کی فتح ہند کا تذکرہ ہے ۔

من ذا من الناس له مالنا　　من عارب في الناس او اعجمي
سار بنا الرائش في جحفل　　مثل مفيض السيل كالانجم
يوما لارض الهند يسمو لها　　تجري بها الامواج كالضيغم
فاول الغابة قاموا بها　　واستسلموا للفيلق المظلم
في بحرها المنثور سام به　　يوم امام الملك المعلم
بغيرها يعفر اذ جاءها　　يا جند اذ لك من مقدم
فصبحه الهند له وقعة　　هدت قواه بالقنا الصيلم
وانفض الرائش املاكها　　واب بالخيرات والانعم
فالدر والياقوت يجبى له　　والخز والابكار في الموسم[1]

یہاں سے مؤلف کا بیان ہے[2] کہ حارث رائش جب واپسی میں جبال خراسان تک پہونچا تو اہل

[1] یہ اشعار اخبار عبید بن شریہ الجرہمی میں بھی قدرے لفظی تغیر کے ساتھ ملتے ہیں مگر اس میں شاعر کا نام بجائے "نوفل بن سعد" کے "یونس بن سعد" ہے [2] کتاب التیجان (ص ۷۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آرمینیہ، ہندوستان کے واقعات کو سُن کر اس سے خائف ہوئے اور انھوں نے ہدیہ کے طور پر اس کے پاس کچھ بیش قیمت ملبوسات اور دوسری نادر اشیا بھیجیں، حارث رائش نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آرمینیہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس موقع پر اس نے شمر بن العطاف کو ایک لاکھ فوج دیکر آگے آگے روانہ کیا اور خود اس کے پیچھے ہو لیا۔ اہلِ آرمینیہ نے اپنے امکان بھر دفاع کیا لیکن اس کی کثیر فوج کا مقابلہ نہ کر سکے اور شکست کھائی۔ وہاں سے واپسی میں جب آذربیجان پہونچا تو وہاں دو بڑے بڑے پتھروں پر اس نے حمیری رسم الخط میں اپنا نام اور حسب ذیل اشعار کندہ کرائے

یاجابیا خرج خراسان	ملجا فی ارض حیران
فتحت ارض الھند مستأثرا	بیعفوا الاوّل والثانی
یتبع قرن الشمس ان اشرقت	حتی بدا نور الضحیٰ فانی
سام علی البیت مستجلا	مفتحہا ارض اذربیجان
سینقضی الرائش بعد الذی	ثال ویبقی الناس فی شان

راوی کا بیان ہے کہ ان پتھروں پر یہ اشعار اور عبارت آج بھی لکھی ہوئی ہے۔

ذوالقرنین

مؤرخین کا بیان [۱] ہے کہ تبا بعۂ یمن میں، سطوت و شوکت اور عظمت و جلال میں اس کی مثل کوئی نہ تھا۔ اس کا تخت ٹھوس سونے کا تھا جس پر یاقوت، زمرد اور زبرجد جڑے ہوئے تھے۔ اسلامی روایات کی بنا پر اس کی ملاقات خضر پیغمبر سے بھی ہوئی جن کی مدد سے وہ دنیا کے گوشے گوشے میں پہونچا اور بڑے عجائبات کا مشاہدہ کیا۔ قرآن مجید نے جہاں عہدِ عتیق کے دوسرے واقعات بیان کئے ہیں ان ہی میں ذوالقرنین کا قصہ بھی ہے۔ اس کی شہرت عربوں میں قدیم زمانے سے تھی اور اسلام آنے کے بعد بھی اس کا تذکرہ زبانوں پر تھا۔

عام طور سے سکندر رومی اور ذوالقرنین کو ایک ہی شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ یہ خیال کچھ لوگوں کا اس وقت بھی تھا جب اسلام آیا ہے اور آنحضرت صلعم سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے لیکن درحقیقت یہ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں اور یہی اسلامی نقطۂ نظر ہے حضرت ابن عباس سے

[۱] کتاب التیجان (ص ۱۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔[1]

هو من حمير وهو الصعب بن ذی مراثد هو الذی مكن الله له فی الارض وآتاه من كل شئ سببا فبلغ قرنی الشمس وداس الارض وبنى السد على ياجوج وماجوج

ذوالقرنین، حمیر کی نسل سے تھے اور وہ "صعب بن ذی مراثد" ہے۔ یہ وہی جس کو اللہ نے زمین پر تمکین عطا کی تھی اور ہر چیز کا سبب اس کے ہاتھ میں دے دیا تھا جس کے بعد وہ سورج کے دونوں قرن تک پہنچ گیا تھا اور طے ارض کیا اور سد یاجوج و ماجوج تعمیر کی

اس پر لوگوں نے ان سے پوچھا: تو پھر "اسکندر رومی کون ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اسکندر رومی ایک مرد صالح اور حکیم تھا۔

یہی بیان ذوالقرنین کے بارے میں کعب احبار اور عبداللہ بن عمرو بن العاص کا ہے۔ کعب احبار نے تو دونوں کا شجرۂ نسب بھی الگ الگ بتایا ہے اور پر زور طریقہ سے اس کی تردید کی ہے کہ سکندر اور ذوالقرنین ایک ہی شخصیت ہے۔

ذوالقرنین کی ہند میں آمد | وہب بن منبہ اس کی فتوحات کے ذیل میں لکھتا ہے:۔[2]

ثم سار على البر الى ارض الصين فلقى السند وهو من بنى حام بن نوح فقاتلهم فغلب عليهم وقتل من قتل، ثم دخل ارض الهند، والهند اخوة السند من بنى حام بن نوح فقاتلهم فغلب عليهم وعلى جميع ارض الصين ثم رجع الى ارض بابل، الخ

پھر وہ (ذوالقرنین) خشکی کے راستے سے چین کی طرف بڑھا وہاں سندیوں سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی جو حام بن نوح کی اولاد ہیں ذوالقرنین نے ان سے جنگ کی اور غالب آیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا، اس کے بعد سرزمین ہند میں داخل ہوا اور اہل ہند بھی حام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور سند کے بھائی ہیں ذوالقرنین نے ان سے بھی جنگ کی اور ان پر اور تمام چین پر غلبہ حاصل کیا۔

اس کی تائید نعمان بن الاسود بن المعترف بن عمرو بن یعفر بن سکسک المقعقع کے حسب

[1] التیجان (ص ۱۱۰) [2] التیجان۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذیل مرثیہ سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ذوالقرنین کی وفات پر لکھا تھا۔ ان اشعار میں جہاں اس کے دیگر کارناموں کا تذکرہ ہے وہاں ہندوستان کا بھی ذکر ملتا ہے۔

بجنو قـرا قـر امسی رهینا	اخوالایام والدهر الهجان
لئن امست وجوه الدهر سودا	جلاین بذاک للملک الیمانی
لقد صحب الردی الفین عاما	ولاقاه الحمام علی ثمان
اذا جاوزت من شرفات جو	وسرت بایلک برقة احوحان
وجاورت العقیق بارض هند	الی الصوبات والنخل الدوانی
هناک الصعب ذوالقرنین ثاو	ببطن تنوفة الحنوین عانی

یاسر ینعم | ذوالقرنین کے بعد تبابعۂ یمن میں فاتحِ ہند کی حیثیت سے "یاسر ینعم" کا نام نظر آتا ہے جو اخبار یمن کے قول کی بنا پر حضرت سلیمان بن داؤد کے چالیس سال بعد ہوا ہے[1]۔ اس کا پورا نام حسب ذیل ہے۔

"مالک بن یعفر بن عمرو بن جمیر بن السیاب بن عمرو بن زید بن یعفر بن سکسک بن وائل بن حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان"۔

یاسر ینعم نے ان تمام ممالک پر دوبارہ قبضہ کیا جو تبابعۂ یمن نے اپنے زور بازو سے فتح کئے تھے۔ اس سلسلہ میں وہ ہندوستان بھی آیا ہے جس کا ذکر وہب بن منبہ نے اس طرح کیا ہے[2]۔

فلما فصل یرید ارض التبت	(طبرستان پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد) جب وہ یہاں سے چلا تو
الی الصین وارض الهند بسار	چین کی طرف سے ہوکر تبت اور ہند کا ارادہ کیا اس کے بعد کیر
بنهاوند ودینور ومات فدفنه	وہ نہاوند اور دینور کی طرف متوجہ ہوا یہاں پہنچ کر اس کا انتقال
شمر ابنه وولی الملک بعده[3]۔	ہوگیا اور اس کے بیٹے شمر نے اسکو دفن کیا جو بعد میں اسکی جگہ تخت پر بیٹھا۔

شمر یرعش بن یاسر ینعم | تاریخ میں اس کو "تبع الاکبر" کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں وہب کا بیان ہے[4]

[1] التیجان (ص ۲۱۹) [2] ایضاً (ص ۲۲۱) [3] ایضاً ص ۲۲۲-۲۳۲ [4] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ یہ فتوحات کرتا ہوا چین تک پہنچ گیا تھا۔ وہاں نفیر ہندی سے اس کا مقابلہ ہوا لیکن بعد میں صلح ہوگئی اور نفیر کی خواہش پر اس کے بیٹے جلہم بن نفیر کے سر پر تاج رکھا۔ اس واقعہ کی تائید میں حسب ذیل اشعار بھی اس نے نقل کئے ہیں جو بانی بن قطن بن ہمدان بن مالک بن منتاب حمیری کے نام سے ہیں۔

ایھا السائل الحوادث جھلا ھا سألت الزمان عن شمر عش

ملك اطدا الجبال فذ لت واطاعته حيث يمشي فتمشي

قاد بالصين من تهامة حتى ترك الهند بين بهش ونهش

قاد نفير حين كاد د ولى ترك الجيش بين قفر عطش

لم يهب للزمان صرفا فاعطاه مقاليده على غير غشن

وردت خيله نهاوند تسقى اهلها المرهفات عن سم رقش[1]

اسعد ابوکرب الاوسط | اس کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں کہ احبار یہود کی زبانی اس کو یہ پیشین گوئی معلوم ہوگئی تھی کہ آخر زمانہ میں قریش سے ایک نبی ظاہر ہوگا چنانچہ وہ آپ پر ایمان لے آیا تھا مسعودی نے بھی اس کا ذکر زمانۂ فترت کے موحدین میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا زمانہ پیغمبر اسلام کی بعثت سے سات سو سال قبل کا تھا۔ عبید بن شریہ جرہمی نے اس کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں جن میں حسب ذیل اشعار وہ ہیں جن میں اس کی فتح ہند کا ذکر ہے۔

سیذکر قومی بعد موتی رفائعی وما فعلت قومی بقیس افاعلا

---

[1] التیجان (ص ۲۳۹)۔ اس موقع پر وہب نے ایک طول طویل روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفیر ہندی جب مقابلہ میں کامیاب نہ ہوا تو اپنے ناک کان کاٹ کر شمر کے پاس آگیا اور اس سے اپنی قوم کی شکایت کی کہ میں نے اس سے آپ کی اطاعت کے لئے کہا تھا جس کے نتیجہ میں اس نے میرا یہ حال بنایا تبع نے اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا اور اپنے مخصوصین میں بنا لیا۔ نفیر اس کے لشکر کو لے کر ایک ایسے لق ودق بیابان میں لے گیا جہاں دور دور تک پانی کا نام نہ تھا اب اس کا فریب شمر پر کھل گیا لیکن نفیر پاؤں پر گر گیا اور اس سے معافی چاہی۔ مذکورہ بالا اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وما دوخت ارض الیمامة بانفا وما صبحت فیها تمیما ووا شلا
ونلت بلاد السند والھند کلھا وفی الصین صیرنا نقیبا وعاملا[1]

رب ھم مورق بعد نوم غیرما باطل ولکن یجد
یا بنی مازن فوارس معد سرنی ما فعلتم فی معد
اذا ثرتم مع الحجاج عجاجا وانتضیتم لھا صفائح ھند[2]

وقسمنا بنی خزیمة بالجند وکل عبد لنا وابن عبید
ثم احد ثنت بالشقر ارضا وخبانا تحلھا الناس بعدی
ثم دوخت ارض فارس طرا وقباذا وارض ھند وسند[3]

یا ذا معاھرما اراك ترود أقذی بعینك عارضا ام عود
منع الرقاد فما اغمض ساعة نبط بیثرب آمنون قعود
والھند والسند اصطلیت بنارھا وبحرھا من بعد ذاك جمود[4]

ملکنا الانام فدانوا لنا اذل من النعل تحت القدم
ودانت لنا السند فی ارضھا ودانت لنا الھند بعد الوھم

ہند کے بادشاہ "زارح" کا بنی اسرائیل پر حملہ

یعقوبی لکھتا ہے[5] کہ "برہمن" کے بعد طویل زمانے تک ہندوستان کے نظام حکومت میں ابتری رہی۔ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں تقسیم ہوگئے اور ہر

---

[1] اخبار عبید بن شریہ (ص ۴۴۰) [2] ایضاً (ص ۴۴۲) [3] ایضاً (ص ۴۴۸)
[4] ایضاً (ص ۴۵۶) [5] تاریخ یعقوبی (۱: ۸۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جماعت نے اپنی الگ حکومت قائم کرلی جس کے نتیجے میں دوسرے ملک کے بادشاہوں نے ان پر حملے کرنا شروع کردیئے۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں کو یہ خوف ہوا کہ کہیں ہمارا ملک کمزور نہ ہوجائے اس لئے سب نے مل کر زارح کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اس نے بہت جلد بگڑی ہوئی حالت کو سنبھال لیا اور اتنی طاقت پیدا کرلی کہ ایک کثیر فوج لے کر بابل کی طرف بڑھ آیا۔ پھر یہاں سے بنی اسرائیل کی حدود میں قدم رکھا۔ اس کے بعد اس کا بیان ہے:-

وھو الذی غزا بنی اسرائیل بعد ان مات سلیمان بن داؤد بعشرین سنة وملك اسرائیل یومئذٍ رحبعم بن سلیمان فضجت بنو اسرائیل الی الله تعالیٰ فسلط الله علی زارح وجیشه الموت فانصرف الی بلادہ۔

یہ وہی زارح ہے جس نے حضرت سلیمان بن داؤد کے انتقال کے بیس سال بعد بنی اسرائیل پر چڑھائی کی، اس زمانے میں ان کا بادشاہ رحبعم بن سلیمان تھا بنی اسرائیل نے اللہ سے نصرت کی دعا کی، پس اللہ نے زارح اور اس کے لشکر پر موت کو مسلط کردیا اور رحبعم اپنے شہر کو پلٹ آیا۔

ابن اثیر نے اس واقعے کو اس طرح نقل کیا ہے[۱]

حضرت سلیمان بن داؤد کے بعد رحبعم بن سلیمان تخت پر بیٹھا، جس نے سترہ سال حکومت کی، اس کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل مختلف جماعتوں میں تقسیم ہوگئے، اور "افیا بن رحبعم" کسی طرح تخت پر قابض ہوگیا۔ یہ دین موسوی سے منحرف تھا، اس لئے اس کے زمانے میں بنی اسرائیل بُت پرستی کی طرف مائل ہوگئے، اور فسق و فجور عام ہوگیا۔ افیا نے تین سال حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا "اسا بن افیا" تخت نشین ہوا۔ یہ اپنے باپ کے برخلاف دینِ موسوی پر سختی کے ساتھ عامل تھا۔ اس نے لوگوں کو فسق و فجور سے باز رکھنے کی کوشش کی اور جو لوگ بت پرستی کرتے تھے ان کو اپنی قلمرو سے نکال دیا۔ یہاں تک کہ اپنی ماں کے بارے میں بھی جب اس کو یہ خبر پہونچی کہ وہ بتوں کی پرستش کرتی ہے تو اس کو بھی نکال دیا۔ اس کی اس سختی پر شام کے کچھ لوگ

---

[۱] تاریخ الکامل (۱: ۸۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہندوستان آگئے۔ اس وقت یہاں کا بادشاہ "زارح" تھا۔ انھوں نے اس کو "اسا" کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا اور اپنے ملک کی تمام کمزوریوں پر اس کو مطلع کردیا۔ زارح نے پہلے تو وہاں اپنے جاسوس بھیج کر بطور خود حالات کا جائزہ لیا، جب اطمینان ہوگیا تو ایک کثیر لشکر لے کر سمندری راستے سے شام کی طرف روانہ ہوگیا۔ اسا کو جب اس کے آنے کی خبر پہونچی تو مسجد اقصیٰ میں جاکر تضرع و زاری میں مصروف ہوگیا اور نصرت دین کے لیے اللہ سے دعا کی، زارح نے ساحل سمندر پر لنگر ڈال دیا اور بیت المقدس کی طرف چل پڑا۔ دو منزلوں کے بعد جب اس کا لشکر آبادی میں پھیلنا شروع ہوا تو بنی اسرائیل اس کی کثرت کو دیکھکر دہشت زدہ ہوگئے اور سبنے یہ طے کرلیا کہ زارح کی اطاعت کرلی جائے لیکن اسانے ان کو سمجھایا اور کہا کہ اللہ نے مجھ سے نصرت کا وعدہ کرلیا ہے اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسا اپنا مختصر سا لشکر لے کر "زارح" کے مقابلہ کو نکل آیا۔ زارح نے جب ان مٹھی بھر آدمیوں کو دیکھا تو کہنے لگا: میں نے ناحق اتنا لشکر جمع کیا اور اتنا روپیہ صرف کیا۔ غرضکہ زارح اپنی فوج کو لے کر اسا کے مقابلہ کو گیا اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ تیر چلانا شروع کریں اس موقع پر اسلامی روایات کی بنا پر ملائکہ کی فوج نے اسا کی مدد کی اور زارح کی فوج خود اپنے ہی تیروں کا نشانہ بن گئی۔ یہ دیکھ کر زارح پر ہیبت چھاگئی اور اپنے اتباع کو جمع کرکے کہا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس کوئی جادو ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم کو ہلاک کردے۔ اس کے بعد زارح نے دیکھا کہ ایک کثیر لشکر تلواریں لئے بڑھا چلا آرہا ہے۔ اس کو دیکھ کر زارح پر اور زیادہ ہراس طاری ہوا اور اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ اس حملہ میں اس کی فوج کا ایک ایک آدمی قتل ہوگیا اور صرف زارح اور اس کے کچھ ساتھی باقی بچے۔ یہ دیکھ کر زارح نے راہِ فرار اختیار کی اور کشتی میں سوار ہوگیا، لیکن کشتی جب بیچ دریا میں پہونچی تو ایک موج ایسی اٹھی کہ اس نے اس کشتی کو غرق کردیا اور زارح اور اس کے معدودے چند ساتھی سب ہلاک ہوگئے۔

(باقی)

© rasailojaraid.com